(۳۱)

۹۱/۳۵۴

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ھذا کے بارے میں

ہمارے ادارے میں ہر سال اجتماعی قربانی کا اہتمام کیا جاتا ہے، جس میں قریب والے کے بہت سے افراد حصہ لیتے ہیں۔

قربانی کے جانور لانے، ان کو چارہ ڈالنے اور ان کو ذبح کروانے، وغیرہ اخراجات کو شرکاء قربانی پر تقسیم کیا جاتا ہے، جب سب قربانی کے بعد گوشت کی تقسیم ہوتی ہے تو اکثر افراد، اوجھڑی، چربی، سری وغیرہ چھوڑ جاتے ہیں، خود سری، پاؤں وغیرہ کو بنانا بہت ہی مشکل ہوتا ہے، کیونکہ جانور ۱۵۰، ۲۰۰ کے قریب ہوتے ہیں۔

دریافت یہ کرنا ہے کہ ان چھوڑے ہوئے اعضاء وغیرہ کو کس مصرف میں استعمال کیا جائے۔

بواسطہ حضرت مفتی احمد خان صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

اجتماعی قربانی کا اہتمام کرنے والے قربانی کرنے میں شرکاء کے وکیل ہوتے ہیں، اور دوسری طرف شرکائے قربانی، قربانی کے جانور کے ہر ہر حصے میں شریک ہوتے ہیں لہٰذا: اگر منتظمین، شرکائے قربانی کو اوجھڑی، چربی، سری وغیرہ سے ان کا حصہ الگ کرکے دیتے ہیں، اور وہ اپنا حصہ چھوڑ جاتے ہیں تو یہ ان کی طرف سے اجازت شمار ہوگی، اور اگر اس خیال سے کہ چربی، اوجھڑی اور سری وغیرہ کو تو کوئی نہیں لیتا یا، لے گا نہیں، اس لئے ان کو الگ ہی نہیں کرتے یا تقسیم ہی نہیں کرتے تو درست نہیں، ایسی صورت میں شرکاء سے پہلے کرنا ضروری ہے کہ "ہم ان اشیاء کو طلبہ یا مدرسہ کی ضروریات میں استعمال کرلیں گے" تو ان کی اجازت سے طلباء، مدرسہ یا مصارف مدرسہ یا مستحقین پر خرچ کرنا درست ہوجائے گا۔ شرکاء سے اجازت لینے کا ایک آسان حل یہ ہے کہ قربانی کی رقم وصول کرنے کے لئے جو رسید کاٹی جاتی ہے اس کی پشت پر اس کی تصریح کردی جائے اور ان کو پڑھوا کر ان سے دستخط لے لیا جائے تو یہ ان کی طرف سے اجازت کے قائم مقام ہوجائے گا۔

۱۔ "ومنها أن تجزئ فيها النيابة فيجوز للإنسان أن يضحي بنفسه وبغيره بإذنه لأنها قربة تتعلق بالمال فتجزئ فيها النيابة كأداء الزكاة وصدقة الفطر"۔
(بدائع الصنائع، كتاب الأضحية، فصل في كيفية الوجوب: ۴/۲۰۰، رشيدية)

۲۔ "ولو ضحى ببدنة عن نفسه وعرسه وأولاده ليس هذا في ظاهر الرواية وقال الحسن بن زياد في كتاب الأضحية إن كان أولاده صغارا جاز عنه وعنهم جميعا في قول أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالى، وإن كانوا كبارا إن فعل بأمرهم جاز عن الكل في قول أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله وإن فعل بغير أمرهم أو بغير أمر بعضهم لا تجوز عنه ولا عنهم"۔

(الفتاوى العالمكيرية، كتاب الأضحية، الباب السابع: ٥/٣٠٢، رشيدية)

٣- "قال: وسألت أبا يوسف رحمه الله عن البقرة إذا ذبحها سبعة في الأضحية أيقتسمون لحمها جزافا أو وزنا قال: بل وزنا، قال: قلت: فإن اقتسموها مجازفة، وحلل بعضهم بعضاً قال أكره ذلك ....

أما عدم جواز القسمة مجازفة فلأن فيها معنى التمليك واللحم من الأموال الربوية فلا يجوز تمليكه مجازفة كسائر الأموال الربوية".

(بدائع الصنائع، كتاب الأضحية، كيفية الوجوب: ٢/٢٠١، ٢٠٢، رشيدية)

٤- (ويقسم اللحم وزنا لا جزافا إلا إذا ضم معه من الأكارع أو الجلد) صرفا للجنس لخلاف جنسه".

(الدر المختار، كتاب الأضحية: ٩/٥٢٧، دار المعرفة)

٥- "ولا يحل بيع شحمها وأطرافها ورأسها وصوفها ووبرها وشعرها ولبنها الذي يحلبه منها بعد ذبحها بشيء لا يمكن الانتفاع به إلا باستهلاك عينه من الدراهم والدنانير والمأكولات والمشروبات ولا أن يعطي أجر الجزار والذابح منها، فإن باع شيئا من ذلك بما ذكرنا نفذ عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله وعند أبي يوسف لا ينفذ ويتصدق بثمنه".

(الفتاوى العالمكيرية، كتاب الأضحية، الباب السادس: ٥/٣٠١، رشيدية)

٦- (بدائع الصنائع، كتاب الأضحية، بيان ما يستحب قبل التضحية: ٤/٢٢٠، رشيدية) فقط.

والله أعلم بالصواب

كتبه:

محمد راشد ڈسکوی
المتخصص في الفقه الإسلامي
بالجامعة الفاروقية، بكراتشي
٢٨/١١/٣٠ھ

الجواب صحيح
یوسف افغانی
٢٩/١١/٣٠ھ

الجواب صحيح
[illegible]
٢٩/١١/٣٠ھ

جامعة فاروقية
دار الإفتاء
شاه فيصل كالوني نمبر ٤ كراتشي (پاکستان)